گلزار
بوسکی کا پنچ تنتر
جھوٹ کے جل گئے دونوں پاؤں
دوسرا حصہ
قومی کونسل برائے فروغِ اُردو زبان، نئی دہلی
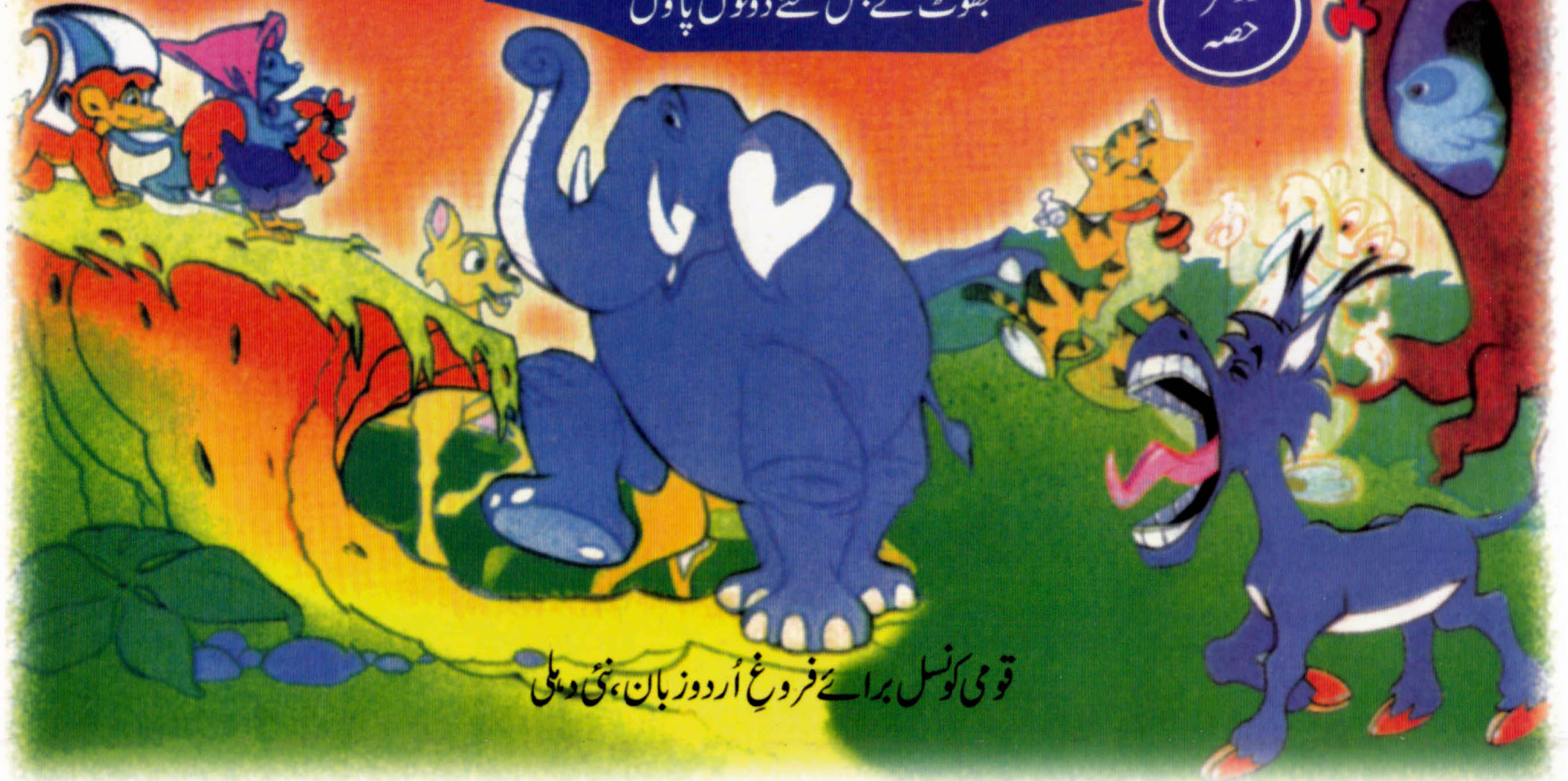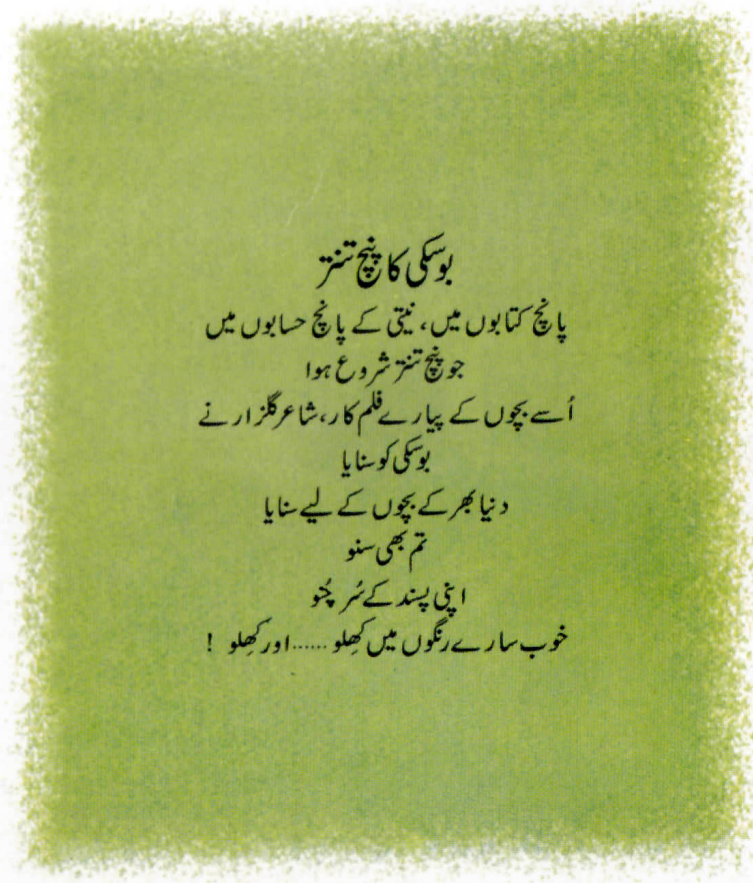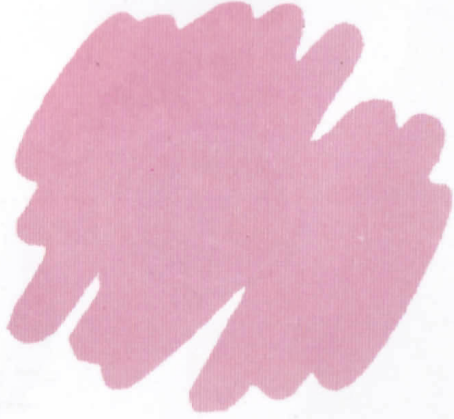
بوسکی کا پنچ تنتر
پانچ کتابوں میں، نیتی کے پانچ حسابوں میں
جو پنچ تنتر شروع ہوا
اُسے بچوں کے پیارے فلم کار، شاعر گلزار نے
بوسکی کو سنایا
دنیا بھر کے بچوں کے لیے سنایا
تم بھی سنو
اپنی پسند کے سُر چُنو
خوب سارے رنگوں میں کِھلو ......اور کِھلو !

بوسکی کا پنچ تنتر
دوسرا حصہ
گلزار

Boski Ka Panchtantra (Part-2)
By : Gulzar

©مصنف

پہلی اشاعت	:	2003
دوسرا اردو اڈیشن	:	2011
قیمت	:	-/30 روپے
سلسلۂ مطبوعات	:	1138
پیشکش اور خیال	:	یشونت ویاس
مصوری	:	یو پی سی فیچرس ورلڈ، حیدرآباد

ISBN :978-81-7587-701-6(Set)
:978-81-7587-703-0

ناشر: ڈائرکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوشنل
ایریا، جسولہ، نئی دہلی 110025، فون نمبر: 49539000، فیکس: 49539099
شعبۂ فروخت: ویسٹ بلاک-8، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی-110066
فون نمبر: 26109746، فیکس: 26108159
ای۔میل: urducouncil@gmail.com، ویب سائٹ: www.urducouncil.nic.in
طابع: ایس نارائن اینڈ سنز، بی-88، اوکھلا انڈسٹریل ایریا فیز-II، نئی دہلی-110020
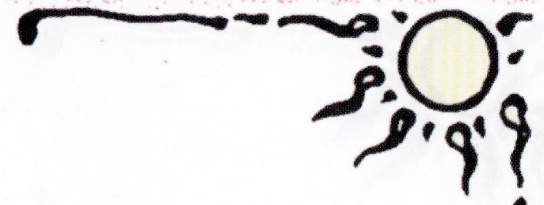
دوسرا حصّہ

دوسری کہانی

اِک "مہیلہ پُرم" کا راجا تھا
اُس راجا کا اِک بستر تھا
اُس بستر پہ نارنگی رنگ کی چادر تھی
اُس ریشمی چادر کے نیچے
پھولوں سے کڑھا اِک گدّا تھا
گدّے کے تلے پائے تھے جہاں
کھٹملوں کی فیملی رہتی تھی۔

اِک نانی تھی، پرنانی تھی، اور دادا، دادی، پردادی۔
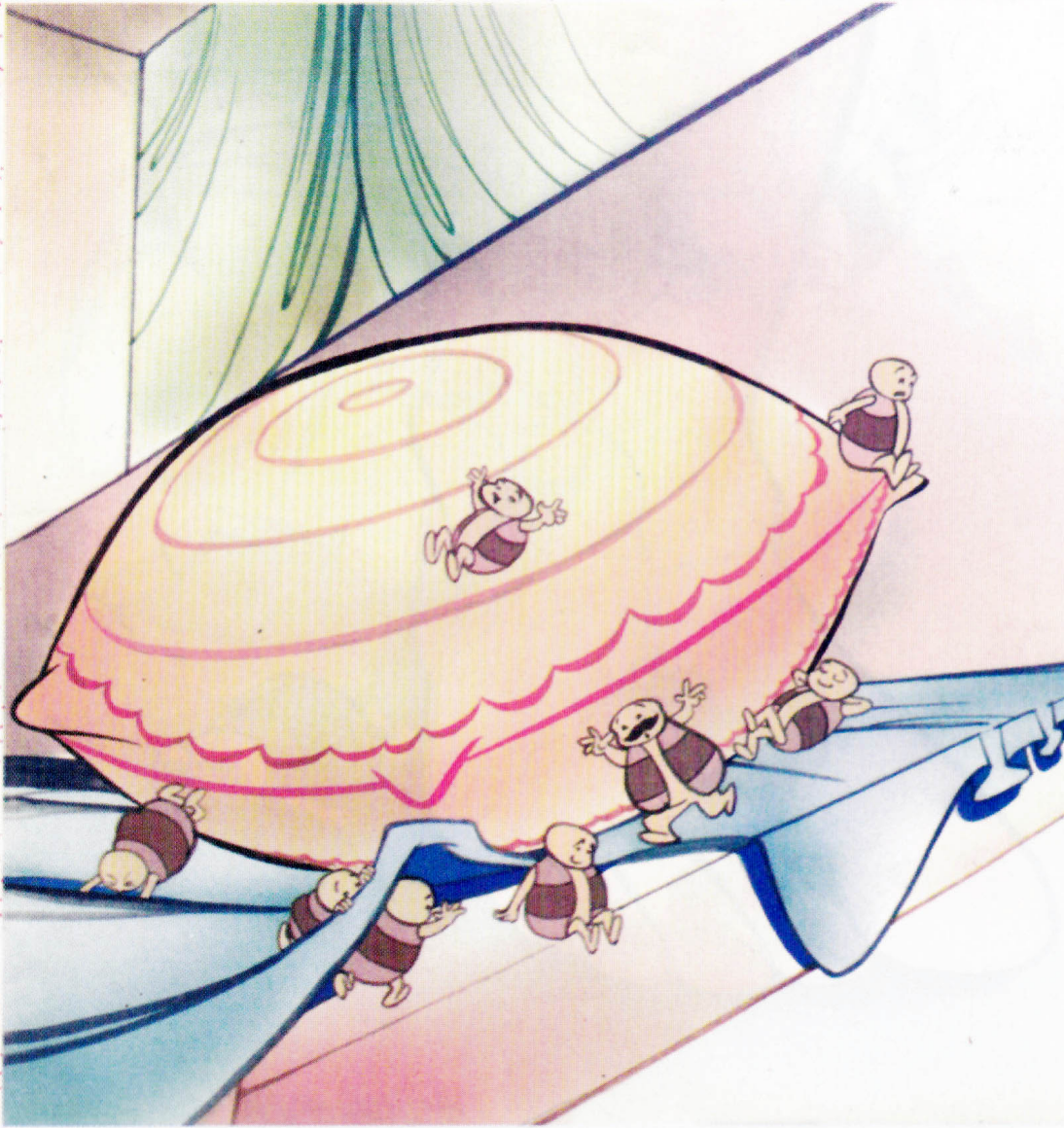
نانا اِک دُرگھٹنا میں،
راجا کی ایڑھی پہ چڑھتے ہُوے
جھٹکے سے گِرے اور کُچلے گئے۔

وہ بہُت بڑا کُنبہ تھا وہاں
اور برسوں ہی سے رہتا تھا
چاچا ، چاچی ، خالو ، خالہ،
باپو ، بیٹی ، اُس کی بیٹی،
اُس بیٹی کے بیٹے بیٹی ...
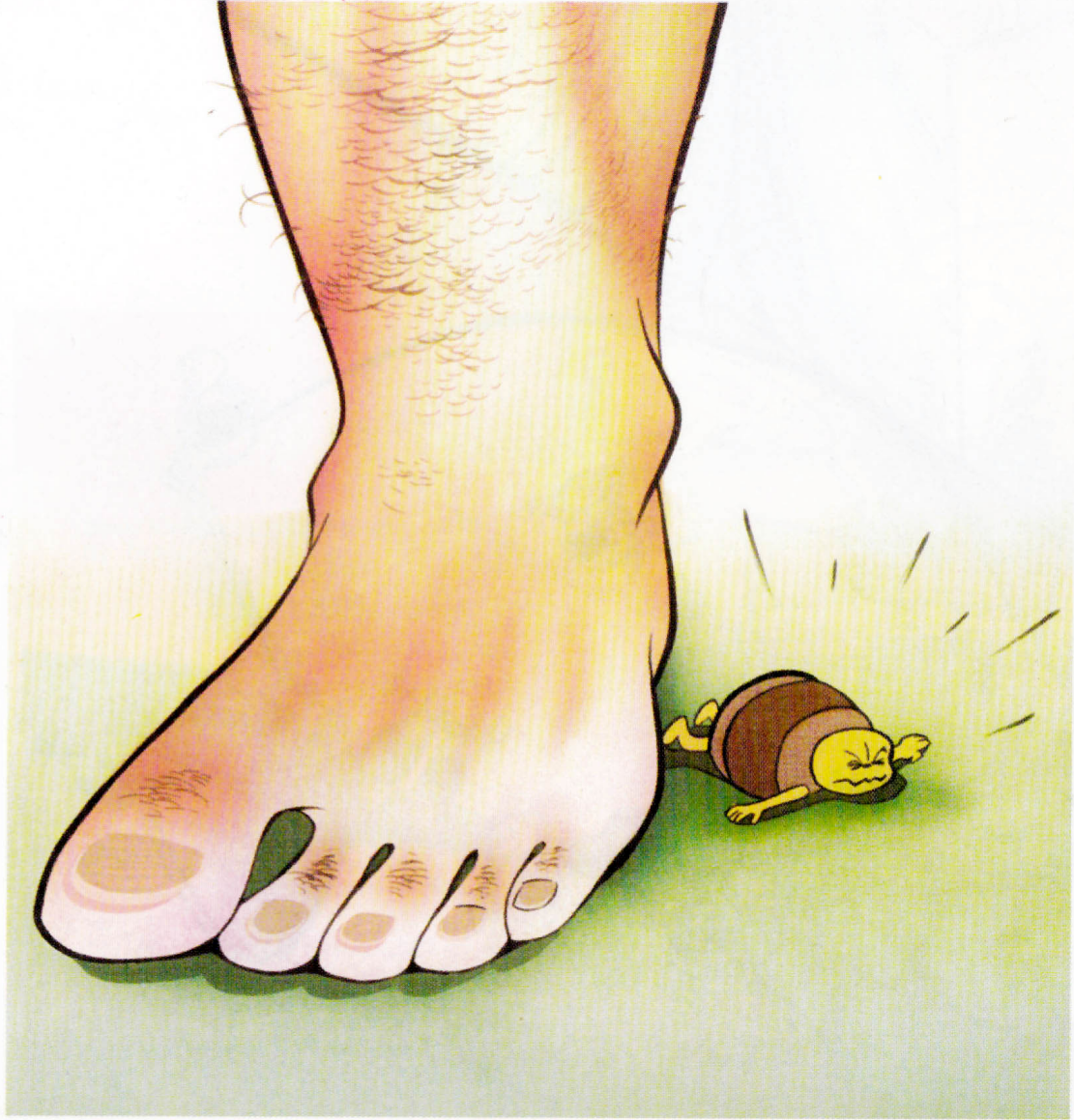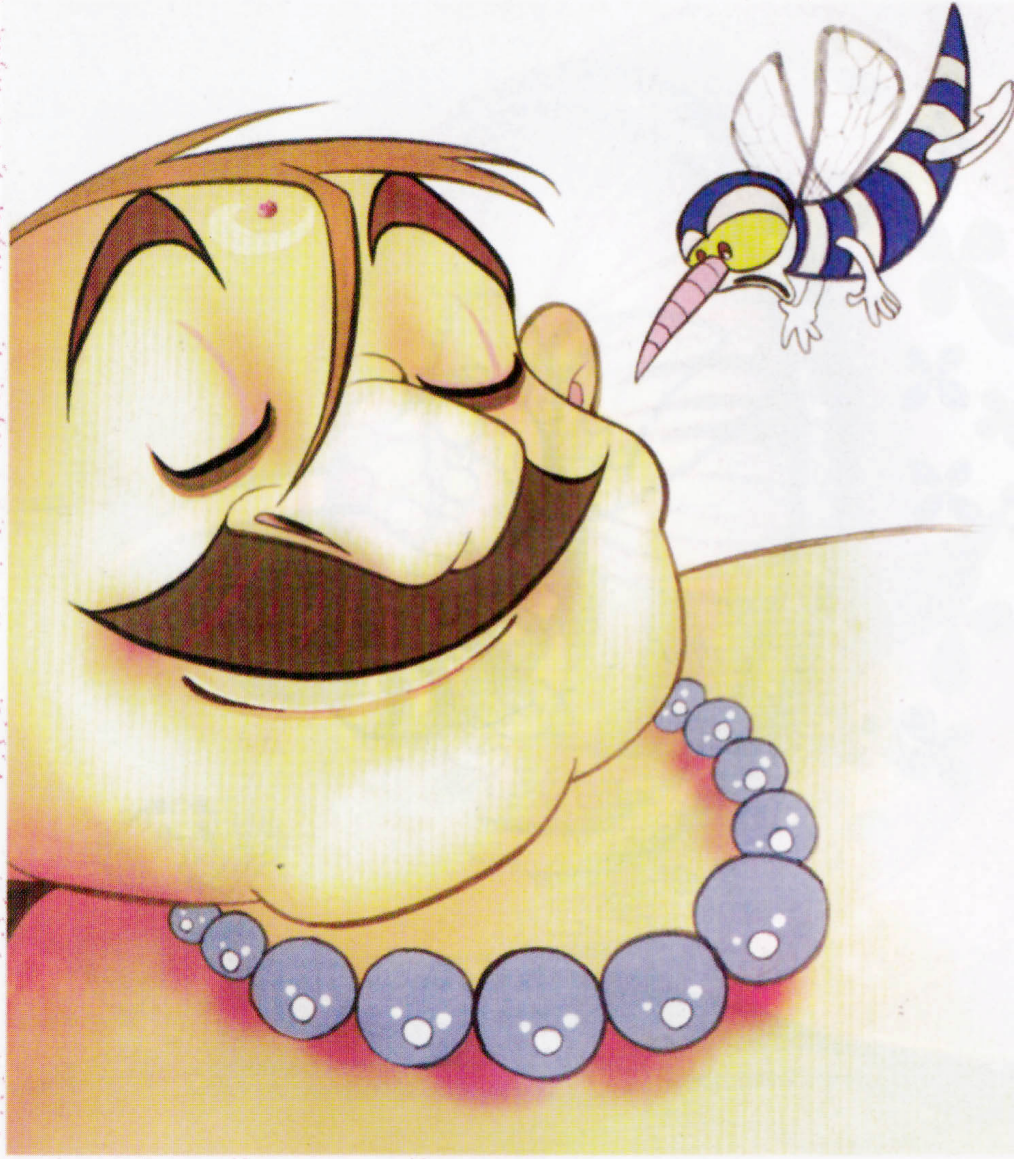
راجا کے لہو پہ پلتے تھے
ڈنڈ پیلتے تھے .... ۔

اِک روز مہک پا کر مچھر
کھڑکی سے چلا آیا اندر
اور کان پہ آکے راجا کے
کچھ گانے لگا ، منڈلانے لگا
آوارہ لفنگوں کی مانند
ہونٹوں سے سیٹی بجانے لگا۔

لپکی جو بڑی بی باہر کو
منجھلی بھی اُوپر دوڑ آئی
دھمکایا بڑی بی نے اُس کو:
"ہے راج محل ، بازار نہیں۔"
اور مار کے پاؤں اُسے بولی،
"چل، باہر جا ، جا مر
بد ذات!"

منجھلی شرمیلی نے ہنس کر
دیکھا تو پھر.... پھسل گئے
بڑی بی کے پاؤں تھام لیے

اور اُس کی خُوب خوشامد کی:
"پیشے سے دونوں ایک ہیں ہم
اور اِک طرح ہی جیتے ہیں
رنگ روپ میں تھوڑا فرق سہی
پر خُون تو دونوں پیتے ہیں۔'

ہم آج تمھارے مہماں ہیں
مہمان کا اِتنا دِل رکھ لو
کہہ دو کہ خُون تو پیتے ہو
یہ شاہی خُون ذرا چکھ لو"

بڑی بی کا دِل کُچھ موم ہُوا
مچھر کو اِتنی اِجازت دی :
"بس آج کی رات ہے ، رہ جاؤ
اور دیکھو، شور نہ ہو کوئی
جب پیاس لگے تو ادب کے ساتھ
جانا راجا کے پاؤں تلک
اور اُس سے اُوپر اُٹھنا نہیں!"

یہ کہہ کے بڑی بی تو چل دی
اور مچھر پھر منڈلانے لگا۔
گُن گُن گُن گُن گانے لگا۔

اِک بار جو خُون زُباں پہ لگا
تو ایسا مزہ آیا ہے کہ بس
مچھر جھوم کے اُٹھا اور
راجا کے گال پہ کاٹ لیا

دَھپ مار کے راجا جاگ گیا
پھر ساری بتّیاں روشن کیں
بُلوائے سب نوکر چاکر
اور کہا کہ، "بِستر صاف کرو،
اور دیکھو کون ہے بِستر میں
کِس چیز نے مُجھ کو کاٹا ہے؟"

برسوں کے بسنے والے اُن کھٹملوں کی
بستی پکڑی گئی
سب مَسل مَسل کے مارے گئے
چُن چُن کے سارے قتل ہُوئے۔

نادان سے اِک مہماں کے لیے
اِک پُورا قبیلہ شہید ہُوا۔

تیسری کہانی

دوست تھے دو
اِک 'جھوٹا' تھا
دُوجا 'سچّا' تھا
دونام یہی تھے دونوں کے۔

چالاک تھا وہ جو جھوٹا تھا
اور سچّا بھولا بھالا تھا۔

خُوب کما کر دونوں ہی ...
پردیس سے لوٹ رہے تھے جب
روپے پیسے بھر کر
اپنا اپنا مال اُٹھا کر۔

جو جھوٹا تھا نا
اُس کے من بے ایمانی آئی

اُس نے سوچا : ایسی اِک ترکیب ہو
کوئی

اِس کا جتنا پیسہ ہے نا
وہ سارا بھی میں ہتھیا لوں۔

چلتے چلتے دونوں جب
گاؤں کے پاس آ پہنچے تو ـــ
چھوٹا بولا :

"سُن اے دوست۔
اِتنا پیسہ لے کر جب ہم گھر پہنچیں گے

دُھوم مچے گی
دعوت ہوگی
لوگ سُنیں گے
شہرت ہوگی........

شہرت سُن کر آئیں گے ڈاکو
گاؤں لوٹیں گے
گولی چلے گی
لوگ مریں گے
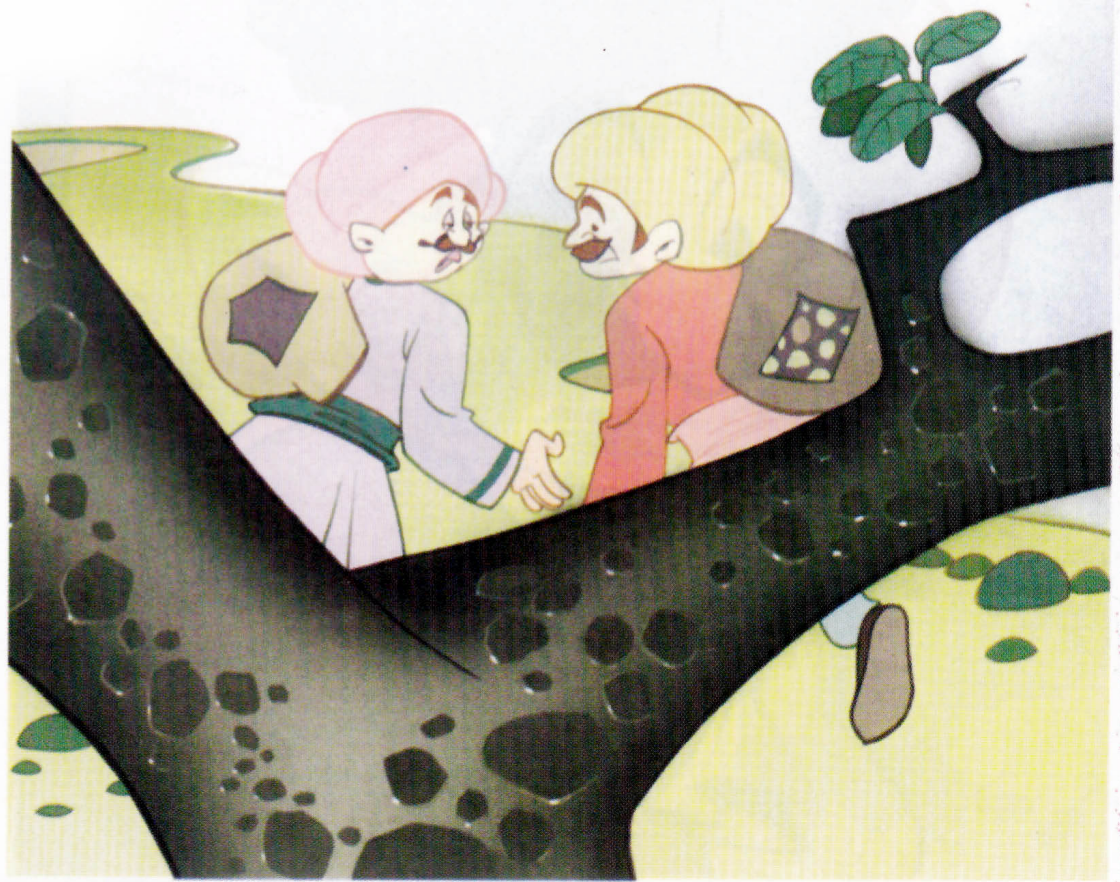
میرا باپ بھی مر جائے گا
تیری ماں کو لگے گی گولی
جان بھی جائے گی، پیسہ بھی
پیسہ ہی ہر دُکھ کی جڑ ہے۔"

بھولا بھالا وہ بے چارہ
آنکھ میں آنسو بھر کے بولا:
"دوست ، کوئی ترکیب بتاؤ
جان بھی بچ جائے، پیسہ بھی۔"

جُھوٹے نے ترکیب بتائی:
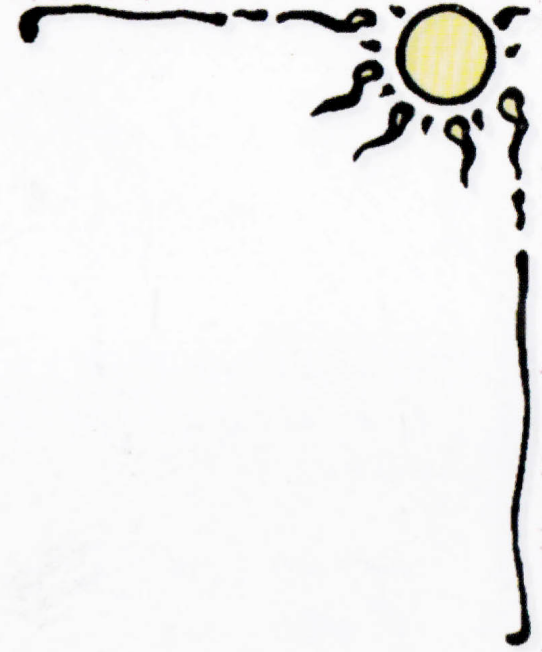
"گاؤں کے باہر بہُت پُرانا
برگد کا اِک پیڑ ہے نا۔
اُس کے نیچے چلو دبا دیں سارا پیسہ
پھر جب جتنی پڑے ضرورت
اُتنا آکر لے جائیں گے۔"

بھولا بھالا سچّا ہنس کے مان گیا
برگد کے نیچے اِک گڑھا کھود کے
پیسہ چھوڑ گیا۔

رات کی رات اُس جھوٹے نے
پھر کھودا گڈھا سارا پیسہ جمع کیا
اور گڈھا بھر کے بھاگ گیا۔

دوسرے دِن وہ پھر پہنچا سچے کے پاس
رونی سی صُورت سے بولا :

"باپو کچھ بیمار ہیں کل سے
گھر میں سخت ضرورت ہے
چل نا، برگد سے تھوڑے سے پیسے لے لیں!"

جھوٹا، بیچارے بچے کو ساتھ لیے
برگد کے نیچے آیا اور گڈھا کھودا
کچھ نہ پاکر دھاڑ سے رویا اور چلّایا :

"مُجھ کو دوست نے لُوٹ لِیا
لُوٹ لِیا، سچّے نے مُجھ کو
لُوٹ لِیا۔"

سارا گاؤں جمع ہوا
پنچایت بیٹھی۔

جھوٹے نے اِلزام لگایا:

"اور کِسی کو پتا نہیں تھا
بس اِک سچّا جانتا تھا___
اُس گڈھے میں کِتنا پیسہ دفن کِیا ہے
سچّے نے ہی لِیا ہے پیسا۔"

سچّا بیچارہ روتا تھا
قسمیں کھاتا تھا ـــ کہتا تھا:
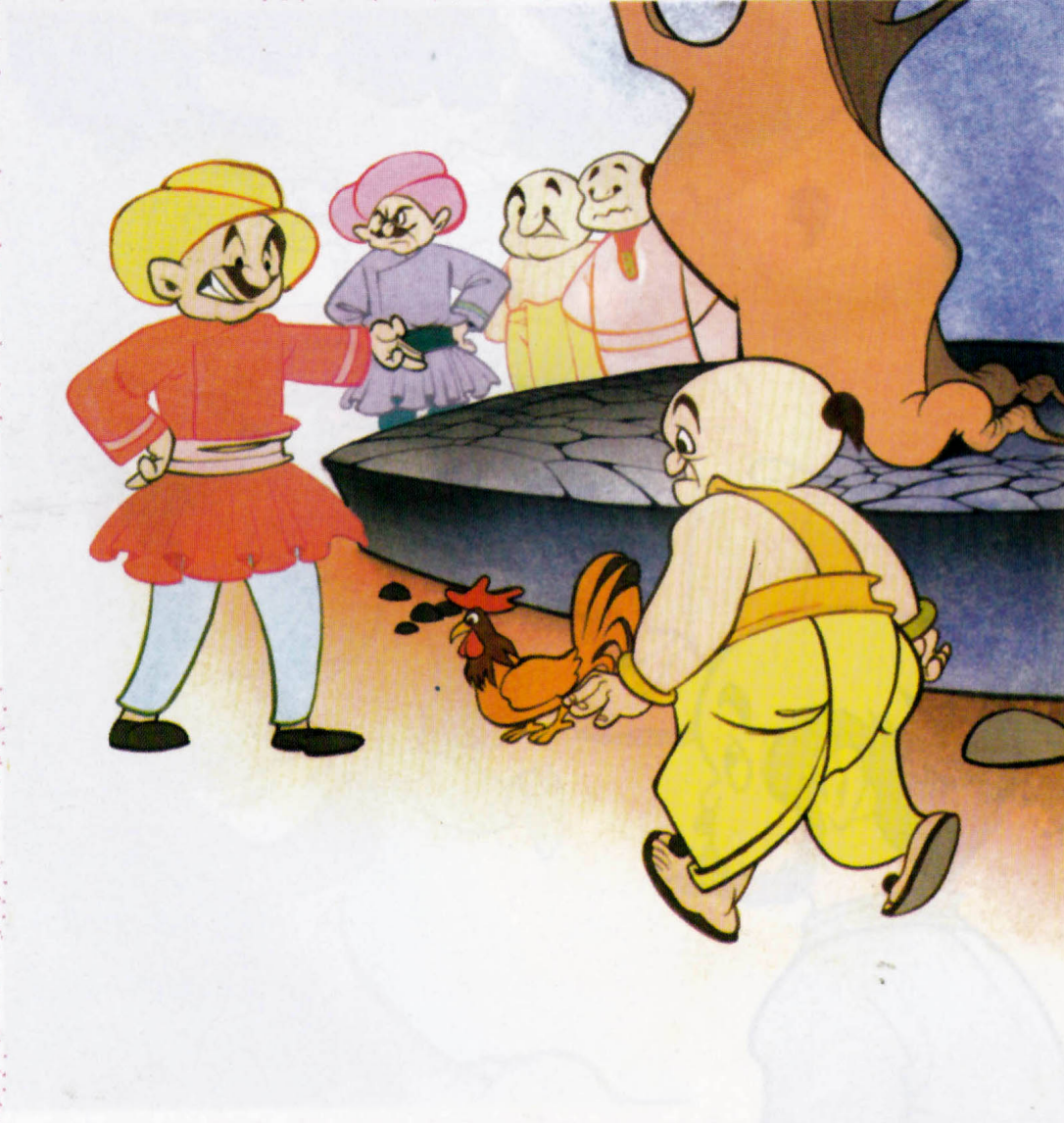
"میرا بھی تو گیا ہے پیسہ
مُجھ کو کُچھ معلوم نہیں۔"

حیران تھے سب پنچایت والے
کیسے اُن کا فیصلہ ہوگا ؟

"اوم ہری" کہتے کہتے
پنڈت جی اُس طرف سے نکلے
پُوچھا__ "بھائیو ،کیا جھگڑا ہے ؟
کیوں چوپال پہ جمع ہُوئے ہو" ؟

پنچایت کے مُکھیا نے سب حال سُنایا :
آپ بتائیں، پنڈت جی، اب
کیسے اِس کا فیصلہ ہوگا ؟"

پنڈت جی کُچھ سوچ کے اور کُچھ کھانس
کے بولے :

"بُوڑھے برگد ہی سے پُوچھو
اُس نے تو دیکھا ہی ہوگا
وہ سب سچ سچ بتلادے گا"

بات سمجھ میں آئی سب کے
اگلے دِن کا وقت مُقرّر کر کے سارے
گھر لوٹ آئے!
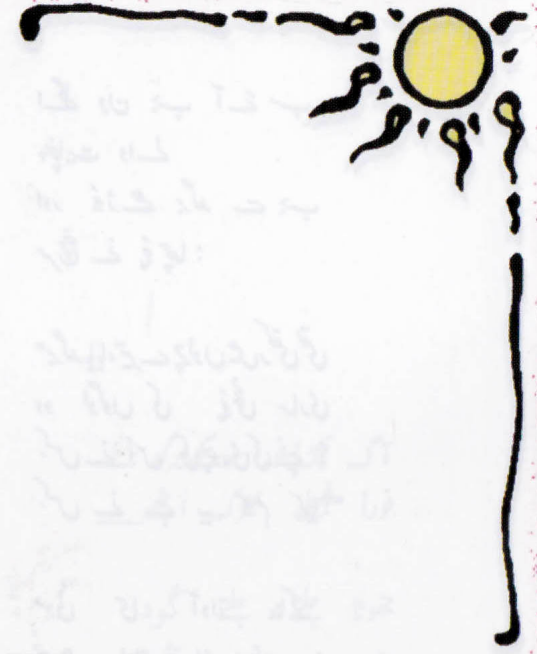
جھوٹے کو اب چنتا لگ گئی
کل کیا ہوگا ؟
بُوڑھا برگد بول پڑا تو ؟

رات کو اُٹھ کے جھوٹا اُس برگد پہ پہنچا
دیکھا، اندر سے وہ برگد کھوکھلا تھا۔

پھر سے اِک چالاکی سوجھی ـــــ
جھوٹا چھپ کے برگد کے اندر ہی بیٹھ گیا۔
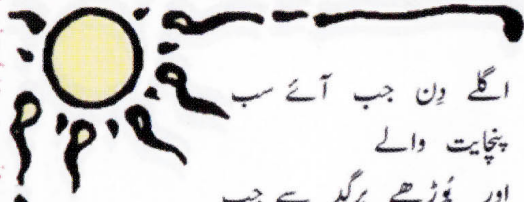
اگلے دِن جب آئے سب
پنچایت والے
اور بُوڑھے برگد سے جب
سرپنچ نے پُوچھا :

"برگد بابا، تیرے چرنوں میں رکھی تھی
دو لوگوں کی پُونجی ساری
کِس نے اُس کی چوری کی ہے ؟
کِس نے ہے یہ کام کِیا؟"

موٹی سی آواز بنا کر
چھوٹا بولا اندر سے :

"وہ آدمی جس کا نام ہے سچّا
اُس نے ہی یہ چوری کی ہے..."

سب نے مُڑ کے دیکھا،
سچّا پاس کھڑا تھا
غُصّے میں سچّے نے بڑھ کے آگ
لگادی برگد کو
بولا : " برگد جھوٹا ہے !"
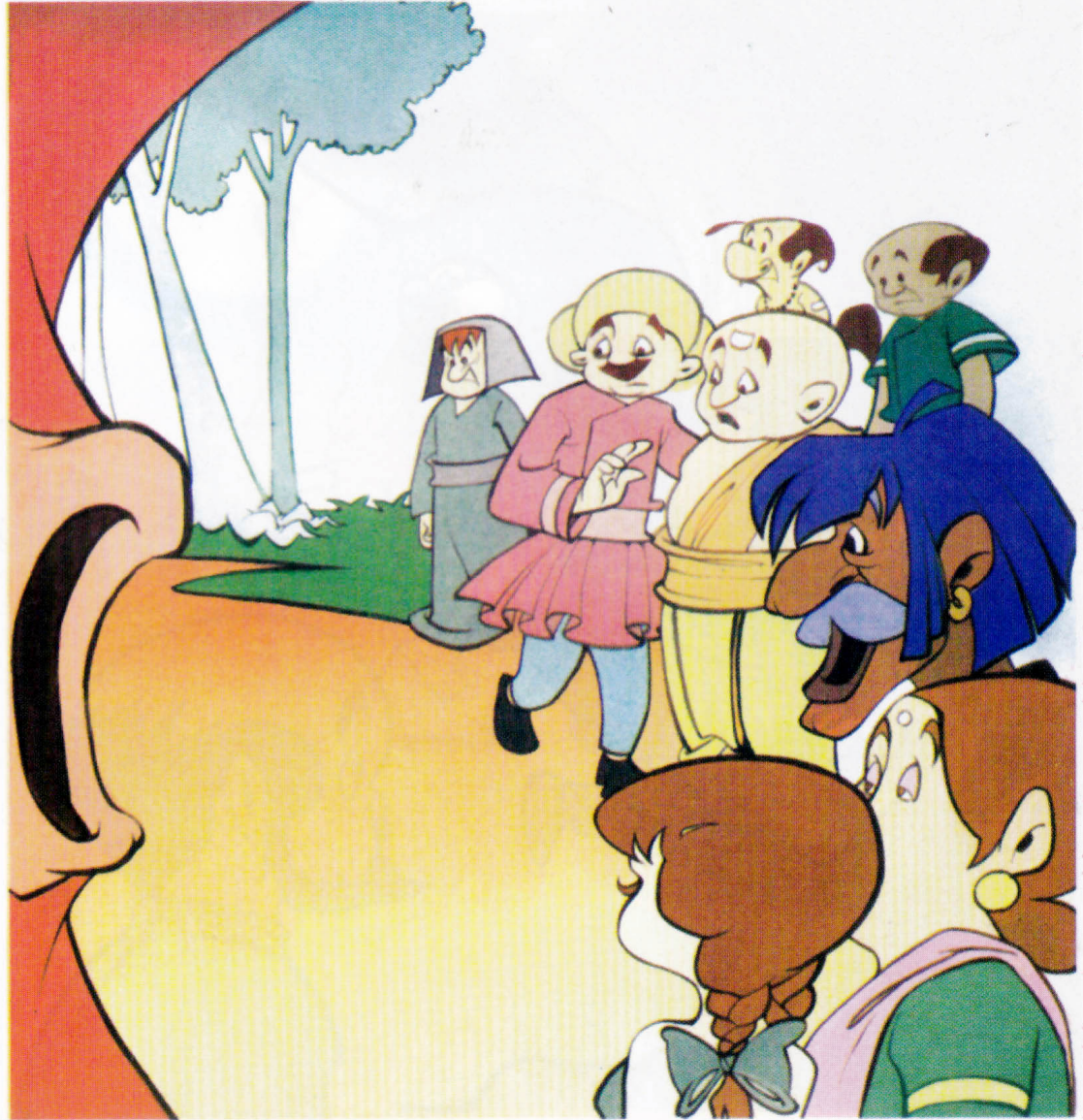
آگ پکڑلی فوراً سوکھے برگد نے
فوراً شُعلے بھڑک اُٹھے___

جھوٹا جلتے جلتے کُودا
اندر سے چلّایا جھوٹا:

"دوست بچاؤ، دوست بچالو
میں نے ہی وہ چوری کی تھی
میں نے جھوٹ کہا پنچوں سے
میرے پاس ہیں سارے پیسے...."

سب نے دوڑ کے جلدی جلدی پانی ڈالا
....آگ بُجھائی
باہر لائے جھوٹے کو۔

باہر آتے آتے جل گئے
جھوٹے کے دونوں ہی پاؤں
کہتے ہیں نا
__ جھوٹ کے پیر نہیں ہوتے !

جھوٹے نے پھر معافی مانگی
سچّے کا لوٹایا حصّہ
آج بھی دہراتے ہیں لوگ
'جھوٹے' اور 'سچّے' کا قصّہ۔

ISBN :978-81-7587-701-6(Set)
:978-81-7587-703-0